077/30

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(1) سودی بینک کے کریڈٹ کارڈ کی خریداری کا اس کا استعمال جائز ہے اور اس کی وجہ سے جو ڈسکاؤنٹ ملتا ہے یا دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ مثلاً کسی ہوٹل میں کھانے کا بل کریڈٹ کارڈ سے ادا کیا جائے تو ڈسکاؤنٹ ملتا ہے۔؟

(2) اسی طرح ڈیبیٹ کارڈ کا استعمال اور اس میں بھی کسی ہوٹل یا اسٹور پر بل کی ادائیگی کی جائے اور جو ڈسکاؤنٹ ملتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(3) سودی بینک اور غیر سودی بینک کے کریڈٹ کارڈ اور ڈیبیٹ کارڈ میں اس ڈسکاؤنٹ کو حاصل کرنے کے بارے میں کوئی فرق ہوگا یا نہیں۔ کیا دونوں کے ڈسکاؤنٹ کا حکم ایک ہے یا الگ؟؟

(4) ڈیبیٹ کارڈ کے استعمال پر بینک تاجر سے بھی کچھ فیصد مثلاً دو فیصد وصول کرتا ہے کیا بینک کے لئے یہ وصول کرنا جائز ہے اگر جائز ہے تو اس کی شرعی تکییف کیا ہے کیونکہ بعض اہل علم اسکو کمیشن کہتے ہیں۔ آصف علی (متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی)

المستفتی

03442096186

حضرت بلال کالونی کورنگی

دار الافتاء
فتویٰ نمبر 57/1902

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملهم الصواب

(۱) کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کے مروجہ طریق کار میں کارڈ حاصل کرنے والے کنزیومرز (Consumers) اور کارڈ جاری کرنے والے ادارے کے مابین سودی معاہدہ شامل ہوتا ہے، نیز کریڈٹ کارڈ سے خریداری کی صورت میں بروقت ادائیگی نہ کرنے پر کارڈ ہولڈر سے ادارہ مدتِ ادائیگی کے مقابلہ میں کچھ اضافی رقم بھی لیتا ہے جو شرعاً سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ چونکہ کریڈٹ کارڈ کے حصول کے لئے سودی معاہدہ کرنا پڑتا ہے اور بعض صورتوں میں عملاً سود ادا بھی کرنا پڑتا ہے اور سودی معاھدہ کرنا/سود ادا کرنا ناجائز اور ایسا معاہدہ واجب الفسخ ہے، اس لئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے اور استعمال کرنے سے اجتناب لازم ہے۔ لیکن کسی جگہ اگر ڈیبٹ کارڈ مہیا نہ ہونے یا کسی اور ناگزیر وجہ سے کسی وقت کریڈٹ کارڈ استعمال کرنے کی مجبوری ہو تو اس شرط کے ساتھ یہ کارڈ استعمال کرنے کی فی نفسہ گنجائش ہے کہ کارڈ ہولڈر کا، کارڈ جاری کرنے والے ادارے میں پہلے سے اکاؤنٹ موجود ہو اور اس میں رقم بھی موجود ہو اور ادارہ کارڈ ہولڈر کی ادائیگی اس کی رقم سے کردے یا پہلے سے اس کا اکاؤنٹ تو موجود نہ ہو، لیکن کارڈ جاری کرنے والے ادارہ نے سود لگنے کے لئے جو مقررہ تاریخ رکھی ہے کارڈ ہولڈر اس مقررہ تاریخ سے پہلے رقم کی ادائیگی کردیتا ہو اور اس بات کا اہتمام کرتا ہو کہ کسی بھی وقت سود عائد ہونے کا امکان نہ رہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو بلکہ ادائیگی میں اتنی تاخیر کرتا ہے کہ سود کی نوبت آجاتی ہے، تو اس صورت میں کریڈٹ کارڈ کا استعمال بدستور ناجائز ہوگا۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ کریڈٹ کارڈ ہولڈر اگرچہ سود عائد ہونے سے پہلے پہلے ادائیگی کر بھی لے پھر بھی چونکہ کارڈ کا حصول سودی معاہدہ کی بنیاد پر ہوتا ہے، لہٰذا کارڈ ہولڈر پر لازم ہے کہ وہ سودی معاہدہ کرنے پر توبہ واستغفار کرتا رہے۔ (ماخذہٗ التبویب ۱۳۳۹/۳۶۔ بتغییر)۔ اور حتی الامکان ڈیبٹ کارڈ استعمال کرے۔

فی فقه البیوع الجزء الاول ص 453

"المراد من "بطاقة الائتمان" فی الاصطلاح المصرفی بطاقة یتیح لحاملها فرصة أن یشتري بها بضائع ،وأن یودي مصدر البطاقة ثمنها الی التاجر ،ثم إنه یعطی حامل البطاقة أجلاً لدفع ذالك الثمن مع فائدة ربویة .وان العملیة فی هذه البطاقة عملیة ربویة بحتة لا تجوز،ولا یحتاج بیان حکمها الی تفصیل آخر.

وفیه:452

"ثم البنك مصدر البطاقة قد یسحب مبلغ الثمن من حساب المشتري لدیه،ویحوله الی حساب البائع ،وقد یدفع الثمن الی التاجر بنفسه بعد حسم عمولته ،ویحصل علی ذالك الثمن من المشتري حامل البطاقة فی مدة معلومة .فان لم یود المشتري ذالك الثمن فی مدة محددة ،فان مصدر البطاقة یتقاضی علیها فائدة ربویة."

(۲) ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) (یا اے ٹی ایم کارڈ (ATM)) استعمال کرنا اور اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کرنا فی نفسہ جائز ہے۔ نیز ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) سے خریداری پر کنزیومرز (Consumers) کو تاجر اور فروخت کنندہ فریق کی طرف سے جو ڈسکاؤنٹ اور رعایت ملتی ہے اس کو حاصل کرنا بھی فی نفسہ جائز ہے؛ کیونکہ شرعاً بائع (بیچنے والا) اپنے مشتری (خریدار) کو قیمت میں رعایت کرسکتا

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

ہے۔البتہ اس سے خریدار پر کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کی طرف سے جو ڈسکاؤنٹ اور رعایت دی جاتی ہے اس میں شرعاً کچھ تفصیل ہے اور وہ اگلے سوال کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

فی الهداية شرح البداية 3/ 60

قال ويجوز للمشتري أن يزيد للبائع في الثمن ويجوز للبائع أن يزيد للمشتري في المبيع ويجوز أن يحط من الثمن ويتعلق الاستحقاق بجميع ذلك فالزيادة والحط يلتحقان بأصل العقد عندنا

وفی اللباب في شرح الكتاب ص: 126

ويجوز للمشتري أن يزيد البائع في الثمن،ويجوز للبائع أن يزيد في المبيع، ويجوز أن يحط من الثمن ويتعلق الاستحقاق بجميع ذلك.

(۳)ڈیبٹ کارڈ سے خریداری پر کارڈ ہولڈر کو جو ڈسکاونٹ اور رعایت ملتی ہے وہ اگر دکاندار اور تاجر کی طرف سے ہو، کارڈ جاری کرنے والا ادارہ یا بنک اسکی ادائیگی نہ کرتا ہو تو اس کا حکم اوپر آچکا ہے کہ اس کا حاصل کرنا فی نفسہ جائز ہے۔ کبھی یہ رعایت کارڈ جاری کرنے والا ادارہ اور سامان فروخت کرنے والا تاجر دونوں ملکر مشترکہ طور پر ادا کرتے ہیں، مثلاً پچاس فیصد تاجر ادا کرتا ہے اور پچاس فیصد کارڈ جاری کرنے والا ادارہ ادا کرتا ہے تو چونکہ کسی چیز کی خریداری پر بیچنے والے سے اس چیز کی قیمت میں رعایت حاصل کرنا شرعاً جائز ہے لہٰذا اس صورت میں بھی سامان فروخت کرنے والے کی طرف سے جس قدر رعایت دی جاتی ہے اس حد تک رعایت حاصل کرنا جائز ہے۔

لیکن مذکور کارڈ سے خریداری پر کارڈ جاری کرنے والے مالیاتی ادارہ کی طرف سے جو رعایت یا جس قدر رعایت دی جاتی ہو اس رعایت کے حصول میں شرعاً درج ذیل تفصیل ہے:

(الف) اگر کارڈ جاری کرنے والا ادارہ کوئی سودی مالیاتی ادارہ ہو یا سودی بنک ہو تو چونکہ Debit Card ہولڈر کو سودی ادارہ/سودی بینک جو کارڈ جاری کرتا ہے وہ اسکی اسی رقم کی بنیاد پر جاری کرتا ہے جو اس نے ادارہ/بینک میں رکھوائی ہوئی ہے، اور سودی ادارہ/ سودی بنک میں رکھوائی ہوئی رقم شرعاً قرض ہے، اس لئے سودی بنک یا سودی مالیاتی ادارہ سے مذکور رعایت قرض پر نفع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور سود کے حکم میں ہے۔

(ب)اور اگر ڈیبٹ کارڈ غیر سودی مالیاتی ادارہ یا غیر سودی بینک کا جاری کردہ ہو تو شرعی نقطۂ نگاہ سے اس میں یہ تفصیل ہوگی کہ غیر سودی مالیاتی ادارہ/غیر سودی بینک کا جاری کردہ ڈیبٹ کارڈ اگر محض کرنٹ اکاونٹ میں رکھی ہوئی رقم کی بنیاد پر ہو تو اس صورت میں بھی ڈیبٹ کارڈ سے خریداری پر رعایت حاصل کرنا قرض کی بنیاد پر نفع شمار ہوگا جو کہ ناجائز ہے؛ کیونکہ غیر سودی بنک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھی ہوئی رقم شرعاً بنک پر قرض ہے۔

(ج) لیکن غیر سودی بینک کا جاری کردہ ڈیبٹ کارڈ اگر محض کرنٹ اکاونٹ میں رکھوائی ہوئی رقم کی بنیاد پر نہ ہو بلکہ مشارکہ، مضاربہ وغیرہ کی بنیاد پر لگائی ہوئی رقم کی بنیاد پر ہو یا یہ رعایت بنک محض اکاؤنٹ ہولڈر ہونے کی بنیاد پر اپنے تمام اکاؤنٹ ہولڈرز (یعنی کرنٹ

دار الافتاء

اکاؤنٹ، سیونگ اکاؤنٹ، بچت اکاؤنٹ وغیرہ سب ہی اکاؤنٹ ہولڈرز) کو فراہم کرتا ہو تو اس صورت میں اگر غیر سودی بینک مذکور رعایت فراہم کرتا ہو تو وہ شرعاً ~~نفع کا حصہ شمار ہوگا~~ یا اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز کے لئے بنک کی طرف سے ایک تبرع شمار ہوگا جو جائز ہے۔

(۴)۔ ہمارے نزدیک اس معاملہ کی بے غبار شرعی تکییف حوالہ کی ہے، یعنی حاملِ کارڈ تاجر کو بل کی وصولی کے لئے بینک کی طرف حوالہ کرتا ہے جو شرعاً جائز ہے۔ اور بنک تاجر سے جو کٹوتی یا متعین فیصد کی وصولی کرتا ہے وہ اپنی فراہم کردہ مشین اور خدمات کی اجرت اور اپنی طرف سے فراہم کردہ چیزوں کی قیمت وصول کرتا ہے اس لئے صورتِ مسئولہ میں بینک کا تاجر سے سوال میں مذکور کٹوتی کرنا یا طے کر کے دو فیصد وصول کرنا جائز ہے۔ کیونکہ

(الف) بنک اپنی طرف سے تاجر کو مذکورہ مشین فراہم کرتا ہے۔ مشین کی ملکیت بینک کی ہے۔ اسکی مرمت وغیرہ کی ذمہ داری بھی بینک ہی پر ہوتی ہے لہٰذا بینک اپنی مشین کی اجرت تاجر سے لے سکتا ہے۔

(ب) بنک مشین میں استعمال ہونے والے کاغذات جن پر بل کی تفصیلات پرنٹ ہوتی ہے، تاجر کو فراہم کرتا ہے لہٰذا بینک اپنے ان کاغذات کی قیمت وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔

(ج) بنک حاملِ کارڈ کو کارڈ جاری کر کے اور تاجر کو مشین فراہم کر کے حاملِ کارڈ کو اس تاجر سے خریداری پر ابھارتا ہے گویا کہ بینک تاجر کیلئے دلالی کا فریضہ انجام دے رہا ہے جسکی متعین اور طے شدہ اجرت لینے کا بینک کو حق حاصل ہے وغیرہ۔ بلکہ بعض اوقات بنک ڈیبٹ کارڈز ہولڈر کو ان تاجروں کی فہرست فراہم کر کے ان سے خریداری کی ترغیب بھی دیتا ہے جن کو بنک نے مشینیں فراہم کر رکھی ہیں۔ اس میں اگرچہ بینک کا اپنا مفاد بھی وابستہ ہے لیکن ان تاجروں سے خریداری کی ترغیب میں بلاشبہ تاجروں کا بھی فائدہ ہے۔

فی فقہ البیوع جلد اول ص 459: "هذا التكييف وان كان له وجه،لكن الذي يظهر لي والله سبحانه وتعالي اعلم ان العملية في بطاقة الحسم الآجل عملية الحوالة ،فان كان لحامل البطاقة حساب في البنك المصدر بقدر فاتورة التاجر فانه حوالة مقيدة تجوزعند جميع الفقهاء، وان لم يكن له حساب في البنك المصدر فانه حوالة مطلقة والحوالة المطلقة وان كان فيها خلاف الأئمة المتاخرين، فالها جائزة عند الحنفية وحامل البطاقة وجب عليه دين للتاجر وانه أحال التاجر علي البنك المصدر للبطاقة، فصارهو محيلا، والتاجر محتالا، ومصدر البطاقة محالا عليه، وتمت الحوالة علي قول الحنفية برضا الاطراف الثلاثة، لان اصدار البطاقة لصالح الحامل موافقة من المصدر علي قبول الحوالة. والحوالة كما هو معروف فقها: نقلُ ذمةٍ الي ذمةٍ اخري،فانتقلت ذمة الحامل الي ذمة المصدر، وصار مصدر البطاقة مديونا للتاجر بدين حال-وبعد تعيين هذه العلاقة بين المصدر والتاجرينبغي ان تراعي النقاط الآتية :الاولي : ان هذا الدين الذي وجب علي المصدر دين حال،وليس مؤجلا، فلوحسم منه شيئا برضا التاجر الدائن، فانه ليس حسما مقابل تخفيض الأجل، ولا داخلا في "ضع وتعجل" الممنوع. لان "ضع وتعجل" ممنوع في الديون المؤجلة فقط، وليس في الديون الحالة ، جاء في الهداية :قال: "ومن له على آخرالف درهم فقال أد إلي غدا منهاخمسمائة على أنك بريء من الفضل فهو بريء وجاء في المدونة الكبري للامام مالك رحمه الله تعالي :قلت: أرأيت لوأن لي على رجل ألف درهم قدحلت فقلت: اشهدوا إن اعطاني مائة درهم عندرأس الشهر فالتسع مائةدرهم له وإن لم يعطني فالألف كلهاعليه؟قال: قال مالك لابأس به.وبما ان الدين علي مصدر البطاقة حال ،فيجوز منه الحسم برضا الطرفين. النقطة الثانية :ان مصدر

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

البطاقة او وكيله يزود التاجر بالماكينة التي تتم به عملية قبول البطاقة ،وهي بذاتها لها قيمة وتكون مع التاجر مملوكة للمصدر ويستخدمها التاجر لصالحه ،ويقوم المصدر بصيانة هذه الماكينة دورياً ويحق له من هذه الجهة اخذ الاجرة علي ذالك. النقطة الثالثة: ان مصدر البطاقة يوفر للتاجر الاوراق التي تطبع عليها الفاتورة، ويوقع عليها العميل، وتكون نسخة منها مع حامل البطاقة ، ونسخة اخري مع التاجر التي يطالب بها مصدر البطاقة أو وكيله بمبلغ الفاتورة۔

النقطة الرابعة:ان مصدرالبطاقة يزود التاجر بالتعليمات والإجرآت المطلوب اتباعها منه عندما يتقدم حامل البطاقة لشراء بضاعته منه۔

النقطة الخامسة : ان اصدار البطاقة وترتيب قبولها من التاجر يجلب زبائن الي التاجر ويشجع الناس علي الشراء منه ، لان الشراء ممن يقبل البطاقة ايسر للمشترين ففيه منافع للتاجر تشبه منافع السمسرة .ونظرا للنقطة الاولي لوكان مصدر البطاقة يطلب تخفيض الدين بدون اية خدمة ورضي بذالك الدائن لجاز ذالك لكون الدين حالا،لاينطبق عليه حكم ''ضع وتعجل ''ولكن لو كان الامر مقتصرا علي التخفيض، لما جاز لمصدر البطاقة ان يرجع علي حامل البطاقة (المحيل) بكامل الثمن لان المحال عليه في الحوالة المطلقة لو صالح الدائن علي اقل من الدين فانه يرجع علي المحيل بماادي لا بما قبل الحوالة به ، جاء في الجوهرة النيرة :ولورضي المحال له من المحال عليه بدون حقه وأبراه عن الباقي نحوأن يصالحه على بعض حقه وأبراه عن الباقي فإنه يرجع عن المحيل بذلك القدرلاغيرولكن اداء الدين في مسئلتنا مصحوب بهذه الخدمات التي ذكرناها في النقاط الثلاثة الاخيرة ، فالتخفيضُ مقابل لهذه الخدمات فكانه عند قضاء الدين اجري مقاصة اجرته منه ، ولذالك يستحق الرجوع علي حامل البطاقة بكامل الدين ، ويتبين من هذا،ان العمولة التي ياخذها مصدر البطاقة ليس بمثابة حسم الكمبيالة، وانما هي مقابلة لعدة خدمات متقومة يقدمها لصالح التاجر فليس هناك اشكال في جواز دفعها واخذها .. تبویب: ۱۲/۱۸۸۲.. نیز ملاحظہ ہو تبویب: ۵۰/۱۸۸۲.۔۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۴/شوال المکرم /۱۴۳۸ قمری

19 / جولائی / 2017 شمسی

مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

شوال المکرم / ۱۴۳۸ قمری

جولائی / 2017 شمسی

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ